© rasailojaraid.com

اسلام اور سودی نظام' محمد آصف احسان۔ ناشر فاران پبلی کیشنز' پوسٹ بکس ۱۷۰۱' فیصل آباد۔ صفحات ۱۷۴۔ قیمت ۳۵ روپے۔

عہد حاضر کے معاشی مفاسد کی ایک بڑی وجہ معیشت کے رگ و پے میں سود کے زہر کی موجودگی ہے۔ اس نے نہ صرف تقسیم دولت کے منصفانہ نظام کے قیام کو ناممکن بنا دیا ہے بلکہ اشیا و خدمات کی پیدائش کے بارے میں آجروں کے فیصلوں کا رخ بھی عامتہ الناس کی فلاح و بہبود کے بجائے مترفین کی مسرفانہ عیاشیوں کی طرف موڑ دیا ہے۔ مشرق و مغرب میں سودی نظام کی تلخیوں کا احساس اور اعتراف تو بڑھ رہا ہے لیکن اس کی جگہ غیر سودی نظام کے قیام کی خواہش یا پھر اس کے لیے کوشش ہنوز ناپید ہے۔ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مغرب کو اپنے معاشی ارتقا کے لیے فراہمی سرمایہ کا' سود کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ نظر نہیں آتا۔ غیر سودی بنیادوں پر تشکیل پانے والا معاشی نظام صرف اور صرف اسلام کے پاس ہے۔ کم و بیش ایک ہزار سال تک دنیاے معلوم کے بہت بڑے حصے میں اس کے تحت کاروبار معیشت حسن و خوبی کے ساتھ انجام بھی پاتا رہا۔ مغرب تو اپنے روایتی تعصب کی بنا پر اسلام کے اس نظام کو قابل اعتنا نہیں سمجھتا لیکن مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس کے قابل عمل ہونے کے بارے میں تشکیک کا شکار ہے۔

زیر نظر کتاب میں بڑی بالغ نظری کے ساتھ اس تشکیک کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سودی نظام کے مفاسد کا محاکمہ اور اس کے جواز کے نظریات کا ابطال کیا گیا ہے اور قرآن و سنت کے شواہد اور مفکرین اسلام کی آرا کی روشنی میں سود کی برائی کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ روز مرہ زندگی سے تعلق رکھنے والے بہت سے مسائل مثلاً بنک کے سود' انعامی بانڈز' پراویڈنٹ فنڈ' سیونگ سرٹیفیکیٹ اور مارک اپ وغیرہ کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

کتاب کی افادیت بہت بڑھ جاتی اگر اس میں بلاسود بنک کاری کا کوئی ماڈل پیش کر دیا جاتا۔ بحیثیت مجموعی غیر سودی نظام پر منتشر مواد کو یک جا کرنے اور اس سلسلے میں اسلامی نقطہ نظر کو اعتماد کے ساتھ پیش کرنے کی یہ ایک کامیاب کوشش ہے (عبدالحمید ڈار)۔

Historical Sikh Shrines in Pakistan (پاکستان میں سکھوں کی تاریخی عبادت گاہیں)' اقبال قیصر۔ ناشر پنجابی تواریخ بورڈ' ۱۳۰ بی۔ پی ون' ٹاؤن شپ' لاہور۔ مجلد' سائز ' صفحات ۲۲۴۔ قیمت ۲۰۰۰ روپے یا ۴۵ ڈالر۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں اور معابد کے احترام کا درس دیتا ہے البتہ اگر انہیں دھوکا دینے کے لیے مسجد ضرار بنائی جائے تو اس کے بارے میں بھی واضح حکم موجود ہے۔ جہاں کہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِکا دکا واقعات اس روایت کے خلاف رونما ہوئے' وہاں ریاست نے اس کی تائید نہیں کی' اور مسلمانوں کے اجتماعی ضمیر نے بھی انھیں شدید ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ بوسنیا اور کوسووا میں عیسائی سربوں کے ہاتھوں مسجدوں کی پامالی کے باوجود پوری مسلم دنیا میں کہیں بھی کسی گرجا گھر کو کوئی گزند نہیں پہنچی۔

اگست ۱۹۴۷ سے قبل خاص طور پر' پاکستانی پنجاب میں سکھوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ بھارتی پنجاب میں بھی مسلمانوں کی بڑی آبادیاں موجود و قائم تھیں' ضلع فیروز پور تو تھا ہی مسلم اکثریتی ضلع۔ پاکستانی پنجاب میں سکھوں کی بہت سی تاریخی اور مذہبی اعتبار سے اہم عمارات اب بھی موجود ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں صرف مذہبی اعتبار سے اہم عمارتوں کی ۱۸۰ رنگین تصاویر شائع کی گئی ہیں اور ان کا تعارف اور پس منظر' انگریزی' پنجابی (گورمکھی اور فارسی رسم الخط) میں دیا گیا ہے۔ ان عمارتوں میں پانچ مسلمان صوفیا (بابا فرید' میاں میر' رائے بلار' شاہ دولہ اور حمزہ غوث) کے مقابر اور مرقد بھی شامل ہیں' جنھیں سکھ مت میں بہت احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ہر مذہب کے پیروکار اپنے معبدوں کے لیے بڑے نازک جذبات رکھتے ہیں۔ اگرچہ ۱۹۴۷ میں مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے قتل عام کے نتیجے میں سکھوں نے اپنے تئیں اپنے حصہ زمین سے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا تھا' تاہم بھارت میں اب بھی مسلمانوں کے جذب و شوق کی علامتیں اور سجدوں کی رازداں بہت سی مسجدیں موجود ہیں' مگر ان کی حالت افسوس ناک ہے۔ وہاں جانور بندھے ہوئے ہیں یا پھر یہ مساجد رہایشی عشرت کدوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ ظاہر ہے یہ منظر دیکھ کر ہر مسلمان کا دل تڑپے گا۔ تصویر کا دوسرا رخ زیر تبصرہ کتاب دکھا رہی ہے۔ یہاں چند مرکزی عمارتوں کو چھوڑ کر سکھوں کی مذہبی عمارتوں میں سے اکثر کی حالت اطمینان بخش نہیں ہے۔

کتاب میں دی گئی تصویروں کو دیکھا جائے تو بہت سی عمارتیں واقعی مسلمانوں کے تہذیبی مزاج' دینی ذوق' مذہبی رواداری اور علمی مذاق سے مغایرت پر ماتم کناں دکھائی دیتی ہیں۔ اسلام ہمیں ایسے رویے سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ کاش اسے دیکھ کر ہمیں بھولا ہوا سبق یاد آ جائے اور کاش' کوئی سکھ آگے بڑھ کر مشرقی پنجاب اور ہریانہ میں اصطبل کا منظر پیش کرتی ہوئی مسجدوں اور اہم مقامات کی عکس بندی کر کے اسی اہتمام سے شائع کرے' جس طرح لاہور سے ایک پرائمری اسکول کے مسلمان استاد اقبال قیصر نے سکھوں کی متبرک عمارتوں کا کھوج لگانے کے لیے اسکردو سے کراچی اور کوئٹہ تک اور جیکب آباد سے لاہور اور پشاور تک خاک چھانی۔ یہ وضع داری دین اسلام کا ثمر ہے بلکہ ایسا تال میل برہمنی استبداد کی چیرہ دستیوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے کسی صف بندی میں معاون بھی بن سکتا ہے۔ اس سے بھی اہم تر حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنی فطرت کے اعتبار سے ایک دعوتی دین ہے' اور ایک داعی صرف اسی وقت اپنی بات سمجھا سکتا ہے جب وہ حکمت اور احترام آدمیت کے مغز کو پا لے۔ احترام معابد بھی حکمت کی ایک بڑی

© rasailojaraid.com